رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM

=qadian=

قیمت سالانہ
والیان ریاست کم از ۵۰ روپیہ
وامرا سے۔
معاونین سے ۲۰ روپیہ
عوام سے ۵ روپیہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ۵

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل و رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم یا نوگر آئی چہادر قادیاں مینی ✦ دوا مینی شفا مینی غرض دارالامان مینی

جلد ۲۵ ۔ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۱ء ۔ نمبر ۳۴

زمان فریادمے دارد کہ بشتابید نصرت را

مسلمانوں کیلئے زندگی اور موت کا سوال

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کی نمائش ختم ہو چکی ہے اور اب ان دو قوموں میں باہمی تباغض اور تنفر کی خلیج خیالات کے حدود سے نکلکر ایک خونی سمندر کی صورت اختیار کر چکی ہے اور آئے دن کے فسادات نے بتا دیا ہے کہ دونو قوموں میں باہمی عداوت اور نفرت کی تمام قوتیں پورے جوش اور ہیجان کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ اسکا نتیجہ جو کچھ بھی ہو سکتا ہے وہ نظر آتا ہے۔

ہندوستان کے سیاسی لیڈر جنہوں نے واقعات اور حالات پر ایک دور رس نتیجہ کے بغیر اور نتائج اور عواقب پر ذرا بھی فکر کئے بغیر شربت کے ایک گلاس سے یہ اتحاد قائم کیا تھا۔ اب اپنے اقتدار اور اثر کو دیکھتے ہیں تو انہیں خود شرم آتی ہے اور اپنی برخود غلط قوت کو ہیچ اور بیکار تعیین کرنے پر مجبور ہیں۔

حالات روز بروز بدتر صورت اختیار کر رہے ہیں۔ اور اس کی تمام تر ذمہ واری میرے نزدیک

ان مسلم سیاسی لیڈروں پر ہے

جنہوں نے اپنی قوم کو ایک خیالی یا فرضی سوراج کے پیچھے لگا کر ہمیشہ اس امر کا اعلان کیا ہے کہ ہم سے زیادہ ہندو مسلم اتحاد کا کوئی حامی نہیں۔ سب سے اول جس مرد خدا کی طرف سے پیغام صلح دیا گیا وہ وہی تھا جو

دنیا سے جنگ مٹانیکے لئے آیا تھا۔

اور شہزادہ امن کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اگر یہ صلح اس کے پیشکردہ اصولوں پر ہوتی تو نہایت پائیدار اور بہترین ثمرات کا موجب ہوتی۔ مگر اسوقت نفاق اور شقاق کے شیطانوں نے اس پیغام کو بھیانک صورت میں پیش کیا۔ اور ادھر سے رُخ بدلنے کے لئے پورا زور لگایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

یہ آواز اسوقت صدا بہ صحرا سے بڑھکر نہ سمجھی گئی

لیکن آخر وہی لوگ جو اسوقت پیغام صلح کو پیغام جنگ کہتے تھے دوسری صورت میں جلوہ گر ہوئے اور انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کی نئی طرح ڈالی جو خدا تعالےٰ کے امور کے بتائے ہوئے طریق کے خلاف تھی۔ اور جس کی بنیاد نفاق اور خود غرضی پر اٹھائی گئی تھی اس کے ثمرات اور نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔ اب آئے دن کے فسادات اور ہمسایہ قوم کی آویزش نے حالات کو بالکل بدل دیا ہے۔

ہندو قوم نے اپنے بقا کیلئے وقتی ضرورت کے ماتحت جن اصولوں پر عمل کرنے کے لئے قدم اٹھایا ہے کچھ شک نہیں کہ قومی عمارت کی تعمیر کے لئے وہ نہایت اہم اور ضروری ہیں اور انہیں سے ضروری اور مقدم

نظام قومی ہے

مسلمان جنکو نظام قومی کا سبق دیا گیا تھا جن کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً اور ولا تنفرقوا کا حکم دیا گیا تھا اس اصل سے غافل اور بے پرواہ ہی نہیں بلکہ وہ ان تمام اسباب کو اپنی ذات میں جمع کر رہے ہیں۔ جو نظام قومی کی عمارت کو منہدم کرنے والے ہیں۔

ہم اس حسرت افزا اور خونی منظر کو دیکھتے ہیں اور

خون دل پی کر چپ ہو جاتے ہیں۔

لیکن اب آب از سر گذشت کا معاملہ ہو گیا ہے اور وقت آگیا ہے کہ ہر ممکن طریق سے مسلمانوں کو اعتصام بحبل اللہ کی دعوت دی جاوے اور انکو پکارا جاوے شاید بعض سعید روحیں اٹھیں اور

اس آواز کی اہمیت پر کان رکھ سکیں

یہ امر کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں کہ اب اختلاف

بھائی کی خلیج بہت وسیع ہو چکی ہے اور اگر ہم اسکو دانشمندانہ طور پر
کے دور نہ کریں گے تو آخر یہ ہماری موت کے سامان پیدا کریگی
(خدا نہ کرے کہ ایسا ہو)

ہندو اخبارات نے اپنی قوم میں مسلمانوں کے
خلاف زہر پیدا کرنے میں اپنی پوری قوت سے کام لیا ہے اور
وہ اسکے نتائج کے آپ ذمہ دار ہیں ہم نفرت پھیلانے کے کام
کو نہایت **ذلیل** اور **حقیر** سمجھتے ہیں۔ بلکہ اسلام
کے خلاف سمجھتے ہیں۔

اسلام خدا کی تمام مخلوق سے **ہمدردی** اور مواسات
کا سبق دیتا ہے۔ اور وہ کل نوع انسان کو اپنے اندر جذب کر کے
ایک ہی گلہ اور ایک ہی پاسبان بنانا چاہتا ہے جس سے حقیقی
اتحاد اور حقیقی قومیت پیدا ہوتی ہے۔ مگر اسوقت جبکہ اسلام
کو دنیا سے مٹا دینے کے ذلیل منصوبے کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں
ضرورت پیش آئی ہے ہم مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیں
خدا کے برگزیدہ بندے نے آج سے تیس برس پیشتر ان حالات
کو دیکھا تھا اور اسلام اور مسلمانوں کا حال کا نقشہ دیکھ کر اپنے
دلی جذبات کا اضطراری اظہار اسطرح کیا تھا ؎

ندایں ایام پر آتش بخواب خوش پسان خسپیم
زناں فریادے دارد کہ بشتابید نصرت را

وہی آواز آج اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے ایک صور محشر
کی صورت میں آ رہی ہے۔ یہ کس اور معصوم بچوں پر چنگیز دنیا کی
کوئی جنگ جو سے جنگ جو قوم بھی باہمی عناد اور جنگ میں ضرر
پہونچانا پسند نہیں کرتی۔ یہ اہنسا پرمو دھرما کے واعظ اور
منادِ نہایت سنگدلی کے ساتھ چار قوموں سے ہلاک کر دینے
میں مضائقہ نہیں کرتے (جیسا کہ ابھی آگرہ کے فساد میں اس قسم
کے واقعات پیش آئے ہیں)

ایک طرف اسلام پر حملہ کیا گیا ہے اسکی روشن اور
پاک صداقتوں کو بدنما صورت میں پیش کرنے کے لئے
ان کے اخبارات اور اہل قلم اٹھے ہیں اور دوسری
طرف مسلمانوں کو انکے پاک مذہب سے منحرف کرنے کے لئے
ہر قسم کے حیلے اور مکاید اختیار کئے جا رہے ہیں ہم اوپر کفایت
ذکر کر کے اب انکی ہستی کا خاتمہ کر دینا زیر دست منصوبہ کیا گیا ہے۔
گویا مسلمانوں کو چیلنج دیا گیا ہے کہ یا تو وہ اپنے پاک مذہب کو اپنی
ہستی پر قربان کریں۔ اور یا موت کے گھاٹ سے اتر جانے کو
طیار ہو جائیں۔ میں دلی شعور اور بصیرت سے جانتا ہوں کہ
اسلام اس مقابلہ میں پیچھے نہیں ہٹے گا۔ اور ایک صادق
اور وفادار مسلم اس سودے کو آسانی سے کر سکیگا کہ وہ موت
کو ایمان فروشی پر ترجیح دیگا

بے شک ایک مسلمان کے لئے مذہب کے مقابلہ میں جان
دینا آسان ہے۔ لیکن اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو نفس
انسانی کے حقوق بھی انسان پر لازم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ

لنفسك عليك حق

اسلئے غفلت اور بے پروائی کی حالت میں دشمن کا شکار
ہو جانا یہ ایک قسم کی خودکشی ہے۔ مسلم کا فرض ہے کہ وہ چوکس
اور ہوشیار رہے۔ واقعات اور حالات نے ہم کو محسوس
کرا دیا ہے کہ

وہ بھولا ہوا سبق وحدت کا پھر یاد کریں
اعتصام بحبل اللہ کی تعلیم اسلام کا پہلا سبق تھا مگر ہم نے
اسے چھوڑ دیا اور ہندو قوم سنگٹھن
کی صورت میں انگلیس خوردہ کھا رہی ہے

مگر مسلمان اس سبق کو بھول چکے ہیں اور انہوں نے اپنے گھر میں
جنگ چھیڑ رکھی ہے ایسی صورت میں کیونکر گوہر مقصود
ہاتھ آ سکتا ہے؟

کہیں شیعہ سنی کے جھگڑے ہیں۔ اور کسی جگہ احمدی اور
غیر احمدی کی جنگ ہے۔ ہم ان فرقوں میں بتلا ہیں اور دشمن
اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ اور پوری قوت و طاقت
کے ساتھ حملہ آور ہو رہا ہے۔ اگر اسوقت ان خانہ جنگیوں کو
ترک نہ کیا گیا اور ایک صف میں کھڑے ہو کر دشمن کے حملہ کا
جواب نہ دیا گیا تو یاد رکھو کہ پھر

نتیجہ خطرناک ہوگا

(خدا نکرے کہ ایسا ہو) بھلا اگر کسی شخص کے گھر کو آگ لگ رہی ہو
وہ اسکے بجھانے کی فکر کریگا یا خاندان کے ممبروں میں کوئی
اختلاف رائے ہو تو اسپر اسوقت بحث کا اکھاڑہ جائے گا؟
اگر وہ اسوقت اس بحث میں پڑیگا تو اس سے بڑھکر احمق اور
نادان کوئی نہیں ہے۔

پس وقت کی نزاکت کا احساس **لازمی** چیز ہے اور
کم سے کم دس سال کے لئے ان تمام اندرونی نزاعوں کو الگ کر کے
رکھ دو اسکا یہ منشا نہیں کہ تم اپنے خیالات اور معتقدات کا خون
کر دو لیکن اس میں مخالفت اور عداوت کے جذبات کو اپنے
دلوں سے نکالدو بلکہ تمہارا یہ اختلاف

اختلاف امتی رحمتہ

کا مصداق ہو گا۔ ان حملوں کے دفاع کیلئے جو اسلام پر ہو رہے
ہیں ایک ہو جاؤ اور اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ
متحد ہو کر ان طریقوں سے دشمن کی زد سے بچو جو امن اور سلامتی
کو پیدا کر دے۔ اور اس کرہ کو جو ہندو مسلم کشیدگی کے رنگ
میں تبدیل ہو گیا ہے **حقیقی اتحاد** اور **مواخاۃ** کی صورت
میں بدل دو۔ اسلئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ وہی چیز ہے
جس کو قرآن حمید نے اعتصام بحبل اللہ کے نام سے تعبیر کیا ہے
یہ آواز ہر طرف سے اٹھ رہی ہے کہ **مسلمانوں** میں اتحاد ہونا لازمی ہے اور حقیقت
یہ ہے کہ یہ سوال اب مسلمانوں کی **زندگی** اور **موت** کا سوال ہو گیا ہے اور

اگر اب نہیں تو پھر کبھی نہیں

کے ہوں یا گاب مسلمانوں نے وقت کی نزاکت کو شناخت نہ کیا تو پھر انہیں اپنی
رہی سہی عزت و وقعت کو اپنے ہاتھ سے دفن کر دینا چاہیئے میں کسی
دوسری جگہ وہ اقتباس دیتا ہوں جن سے معلوم ہو گا کہ کس طرح
پر احساس ہو رہا ہے اب ایک ہی بات باقی ہے۔

مرد ے از غیب بردن آید و کار بکند

سنت نہال سنگھ کا خود دن و نمک دان و شکستہ پیالہ

حضور نظام کے خلاف الزامات

میرے قیام حیدرآباد کے ایام میں سنت نہال سنگھ صاحب
حیدرآباد تشریف لائے تھے اور حضرت نظام کی فیاضی اور
منیر باتی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اس نمک خوری کا نتیجہ ان
مضامین کی صورت میں ظاہر ہوا ہے جو انہوں نے حضور نظام
کے خلاف الزام لگانے میں لکھے ہیں۔ ریاست کی طرف سے
ان الزامات کی باقاعدہ تردید کی گئی ہے۔ مجھ کو ان الزامات
پر تردید کے بعد کچھ بھی بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

سنت نہال سنگھ نے جو طریق اختیار کیا ہے وہ سراسر
نمک خوردن و نمک دان شکستن کا مصداق ہے اور حیدرآباد
کی وہ پبلک جو ان مہربانیوں اور مسافر نوازیوں سے واقف
ہے جو سرکار نظام نے سنت نہال سنگھ پر کی تھیں نہایت
افسوس سے اس قسم کے مضامین کو پڑھے گی۔

ہر انتظام خواہ وہ کیسا ہی عمدہ کیوں نہ ہو ہمیشہ **ترقی**
اور بہتری کا محتاج ہوتا ہے اور انتظام گورنمنٹ میں بھی
مزید اصلاحات کی ہمیشہ ضرورت رہیگی۔ جبکہ دنیا کی بہترین
حکومتوں میں بھی ہمیشہ **اصلاح** کی ضرورت اور گنجائش
تسلیم کی گئی ہے لیکن **نکتہ چینی** کا طریق اور وہ بھی **معاندانہ**
طریق **صحافت** کے دامن پر تاریک داغ ہے سنت نہال سنگھ
کے الزامات صاف طور پر اس امر کو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ حیدرآباد
کے خلاف ہندو قوم کے جذبات کو دشمنی اور عداوت سے
تبدیل کر دیا جاوے۔ بھلا کیا حیدرآباد میں ہندو رعایا کے
حقوق کی پوری حفاظت ہوتی ہے۔

میں ایک شعور کے ساتھ جو ہندو پریس کے مطالعہ سے
پیدا ہوا ہے۔ اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ہندو قوم میں نظام
کے خلاف منافرت پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔
اور یہ سپرٹ اسوقت سے بڑھ گئی ہے جب سے کہ استرداد
برار کا سوال اٹھایا گیا ہے۔ میری رائے میں حیدرآباد کی
تعلیم یافتہ ہندو آبادی کا یہ فرض ہے کہ وہ خود جیسے کر کے
اس قسم کی ہزلیات کی تردید کرے۔ جو انکے ولی نعمت کو
بدنام کرنے کے لئے آئے دن کی جاتی ہیں۔

سنت نہال سنگھ نے یہ نظام نوازی کا معمولی ثبوت
دیا ہے حیدرآباد کے پریس کا یہ فرض ہے کہ اس قسم کے الزامات کا بطور خود
جواب دیں۔ بینوالحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں تحریک کی تھی کہ نظام
گورنمنٹ کو ایک کمیونک کے ذریعہ ان الزامات کی تردید کرنی چاہیے نہایت
خوشی کی بات ہے کہ نظام گورنمنٹ کی طرف سے اسکی باقاعدہ تردید ہوئی
ہے مگر حیدرآبادی پریس کا فرض ہے کہ واقعات کی روشنی میں ایسے الزامات
کی تردید کرے۔ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ سنت نہال سنگھ
صاحب کو ایک معقول رقم عثمانی عہد کی کوئی تاریخ لکھنے کیلئے دیگئی تھی کیا یہ

حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم

[illegible] جولائی کے الحکم میں ہماری ماسٹر صاحب مرحوم کی خبر وفات شائع ہوئی تھی اور یہ لکھا تھا کہ مختصر حالات پھر لکھے جاوینگے۔ عزیز مکرم مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے حضرت ماسٹر صاحب کے مختصر حالات سادہ الفاظ میں واقعات کی روشنی میں لکھے ہیں اور یہ مضمون چاہتا ہے کہ ابھی وہ کچھ اور لکھیں کے اسلئے میں ان حالات کو نہایت محبت اور عزت کے ساتھ درج کرتا ہوں۔ اور میں خود جو کچھ بھی لکھنا چاہتا ہوں اُسے دوسرے وقت کے لئے رکھتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

میرے والد ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم و مغفور ۲ اگست ۱۸۷۰ء کو بمقام لدھیانہ پیدا ہوئے۔ آپکے والد کا نام عظمت علی اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ آپکے آباؤ اجداد زمینداری کیا کرتے تھے۔ آپکے والد تو ڈاکٹری سی اردو اور انگریزی جانتے تھے طب کیا کرتے تھے۔ گزارہ علاوہ پر تھا اور کسی کام سے علاقہ نہ تھا۔ گنگے کے استاد تھے اور اسوجہ سے عام طور پر خلیفہ کے نام سے مشہور تھے۔ والد صاحب کو انہوں نے مشن ہائی سکول لدھیانہ میں داخل کر دیا جہاں آپنے انٹرنس تک تعلیم پائی۔ آپ کی شادی ۱۷ جون ۱۸۸۳ء کو آپ کے چچا عالم کے ہاں ہوئی۔ انٹرنس پاس کرتے ہی مشن سکول کے پرنسپل نے آپکو مڈل کلاس میں جولائی ۱۸۸۷ء کو نیچر مقرر کر دیا۔ ۱۸۹۱ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لدھیانہ تشریف رکھتے تھے تو آپ رمضان (آخری عشرہ میں مولوی عبدالحق لدھیانوی نے اپنے وعظ میں حضرت صاحب کی بہت سی مخالفت ظاہر کی اور کہا کہ ہمارے ساتھ مرزا صاحب کو مسجد میں چلیں یا کابل نزدیک ہے وہاں چلیں تو دعوے اور مسیحیت کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ یہ وعظ سنکر والد صاحب کے دل میں تحریک ہوئی۔ کہ خود چلکر ایسے شخص کو دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ بلا دریافت مکان حضرت اقدس جید گاہ سے چلے اور جس اس مکان پر جا ٹھہرے جہاں حضور وزنق افروز تھے۔ اندر داخل ہو گئے تو کیا دیکھا کہ حضور بشاش بشاش تشریف فرما ہیں اور لوگ مخالف اور موافق گرداگرد بیٹھے ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ آخر حضور نے فرمایا (والد صاحب اپنی یادداشت میں تحریر فرماتے ہیں) کہ ہمیں مولوی تن تنہا کی جنگل میں لے چلیں اور ہمارے ساتھ ایک رسالہ چلیں اور ہماری باتوں کا جواب دیدیں۔ اور ہمارے ساتھ ہیں وہی رسالہ ڈاکٹر کلارک گھونٹ دیں۔ ان الفاظ کو سنکر لوگوں کے دل رقیق ہو گئے اور مجھے تو آپ کی صداقت کا یقین ہو گیا۔ اسکے بعد اکثر میرا معمول یہ تھا کہ بوقت نماز عصر مدرسہ سے چھٹی ہوتے ہی حضور کے در دولت پر حاضر ہوتا اور بعد مغرب وہاں سے واپس آتا۔ ایک دفعہ مشن سکول کا ایک دیسی عیسائی بنام ولیم ہوسٹن اور ایک دیگر بنگالی عیسائی بنام آرر کے بیرجی حضور کی ملاقات کو گئے۔ بعد سلام بات چیت حضور نے ہر دو عیسائیان کو بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا چیر ولیم ہوسٹن تو بیٹھ گیا اور مزاج پرسی کی مگر بنگالی کھڑا رہا۔ حضور نے بنگالی مذکور کا بھی نام دریافت فرمایا۔ بنگالی نے جواب دیا آپ تو مسیح ہیں میرا نام نہیں جانتے۔ حضرت اقدس نے اسی وقت فرمایا کہ اصل مسیح ہی دریافت نہ کر سکا کہ انجیل کے درخت کو پھل سے ہے انہیں۔ خواہ مخواہ درخت پر لعنت کی۔ حالانکہ معمولی کسان بھی انجیر کے پھل کو خوب جانتے ہیں بیچارا ہمتوڑ گیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا جب مباحثہ لدھیانہ میں مولوی محمد حسین کے مکان میں ہوا۔ تو والد صاحب اس مباحثہ میں شامل تھے۔ اسکا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ اوّل ایام میں کئی شیعہ اور غیر مقلد بجائی طور پر مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ اور اپنی اپنی کتب مولوی محمد حسین کے حوالے کرتے تھے۔ چنانچہ جسدن مولوی مذکور نے یہ سوال کئے۔ کہ بغیر حدیث کے ہمکو تمام حلال اور حرام میں تمیز کرنا مشکل ہو جائیگا۔ ہم لوگ یہی گھبرائے اور در دولت پر حاضر ہو کر جب حضور اندرون خانہ تشریف لے چلے ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور اگر کسی کتاب کی ضرورت ہو تو حاضر کی جاوے۔ حضور نے قابل تردید ہاتھ میں لیکر فرمایا۔ کہ ہمکو یہی کتاب کافی ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ بجز وقت مولوی عبدالحق غزنوی کے ساتھ حضرت صاحب کی لدھیانہ میں گفتگو ہوئی تھی تو میں وہاں موجود تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۸۶۵ (طبع اوّل) پر والد صاحب کا نام ان معزز غیر جانبدار احباب میں لکھا ہے کہ جن سے مولوی محمد حسین نے گواہی نہیں لی تھی اور جو ہنی انتہار میں چھاپ دیا تھا کہ مرزا صاحب یہاں سے بھاگ گئے۔ والد صاحب اس تہمت کو ایک جگہ ان الفاظ میں مجرا فرماتے ہیں۔ حضور ہمارے ساتھ مکان (مباحثہ) سے باہر تشریف لے آئے۔ اور دروازے پر منشی میراں بخش اکونٹنٹ کی گاڑی تیاری کھڑی تھی۔ کسی نے کہا حضور سوار ہو جائیے۔ حضور نے فرمایا کیا ضرورت ہے پیدل چلیں گے سیر ہو جائیگا۔ چنانچہ خانہ دیوں والے بازار میں ہوتے ہوئے چوڑے بازار سے اور مسجد کے راستے سے بڑے اطمینان اور تسلی سے خندہ حسب معمول تفکو کرتے ہوئے مکان پر آپہنچے۔ میراں بخش مذکور سواری گاڑی پہلے پہونچگیا اور سامنے آکر عرض کی کہ حضور میری گاڑی پر سوار ہو جائیے حضور نے ارشاد فرمایا کہ کسی دعوت نے کہا تو تھا مگر ہمنے یہی مناسب خیال کیا کہ پیدل چلیں سیر ہو جائیگی اور مخالف لوگ یہ نہ کہہ سکیں گے کہ گاڑی میں بیٹھکر بھاگ گئے۔

۱۸۹۲ء میں آپ نے لاہور جاکر ۹۸۷ کی سند حاصل کی اور مئی ۱۸۹۲ء میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی اور باقاعدہ سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ جب آپکے والد کو معلوم ہوا کہ آپنے بیعت کر لی ہے تو انہوں نے آپ کو سخت تنگ کرنا شروع کر دیا۔ وہ مولوی عبدالعزیز کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ ہر روز آپ کے ساتھ جنگ کرتے تھے۔ اور رو رو کے بولتے مار پیٹ پر اتر آتے تھے اور اتنا مارا کرتے تھے کہ بعض دفعہ والد صاحب بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔ مگر کبھی اُف تک نہیں کی۔ اور نہ کبھی اپنے والد کا مقابلہ کیا یا شکوہ کیا۔ والدہ صاحبہ فراتی ہیں کہ میں کبھی اگر انکی تکلیف کو دیکھکر یہ کہا کہ جانے دیں آپ ہی ذکر نہ کیا کریں تو نہایت ہی سختی سے ڈانٹتے اور کہا کرتے کہ خبردار آئندہ مجھے ایسی بات نہ کہنا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تبلیغ چھوڑ دوں ہر روز گالیاں سنتے مار کھاتے بیہوش ہوتے مگر اپنے حالکو کو پیغام حق سنانے اور سمجھانے سے باز نہ رہتے۔

باوجود والد کی اس قدر سختی اور مخالفت کے آپ کا یہ حال تھا کہ جس دن ذکر ہوئے اسی دن سے والد کو کہدیا کہ اب آپ آرام کریں۔ آپ کو کمانے کی ضرورت نہیں چنانچہ ان کو آخری دم تک کام نہیں کرنے دیا۔ اور ہر طرح ان کی خدمت کرتے رہے۔ اور وہ آپ سے بہت ہی خوش گئے۔ سعد اللہ لدھیانوی آپ کے ساتھی مشن سکول میں مدرس تھا۔ اور اکثر والد صاحب سے بحث مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ وہ آپ سے دبا کرتا تھا۔

۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا۔ آپ قادیان تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ وہ تم مر جائیگا۔ مگر جب سورج غروب ہو گیا تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے اسوقت کوئی گھبراہٹ نہیں تھی ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی۔ لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت اور انقلاب اور طبیعت میں بشاشت اور انشراح صدر پیدا ہو گیا۔ اور ایمان تازہ ہو گیا۔ فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جاکر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اور سے ایک گاڑی میں بیٹھے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں سے پھرتے تھے۔ لیکن میں اسے دیکھکر سمجھ گیا کہ واقعہ میں وہ مر گیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں آج نہیں تو کل ضرور مر جائیگا۔

۱۸۹۵ء میں پرائیویٹ طور پر آپنے ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ تین سال تک باقاعدہ لب بھی سیکھتے رہے۔ ۱۸ اگست ۱۸۹۶ء کو آپ کی والدہ ماجدہ فوت ہو گئیں جس کا آپ کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ آپ کی والدہ کو آپ کے ساتھ اشد محبت تھی۔

۱۲ مئی ۱۸۹۷ء کو لیکھرام والی پیشگوئی کے پورا ہونیکے متعلق جو شہادت حضرت صاحب نے استفتا کے ذریعہ سے طلب کی تھیں اور جو فارم تصدیق اسکے ساتھ بھیجے تھے وہ والد صاحب نے پُر کیا ہوا ہے اور عاجز تصدیق میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ یہ پیشگوئی ایسی صفائی اور خوش اسلوبی سے پوری ہوئی ہے کہ اس کی نظیر میری نظر میں تو کوئی نہیں۔"

آپ کا نام ۳۱۳ اصحاب مسیح موعود میں نمبر ۲۱۰ پر درج ہے جس وقت گورنمنٹ اسکول لدھیانہ قائم ہوا تو والد صاحب کی خدمات یکم مارچ ۱۹۰۰ء سے اسمیں منتقل ہو گئیں۔ آپ کا ارادہ تھا کہ بی۔ اے کا امتحان دیں۔ چنانچہ تمام کورس منگا کر آپ نے تیاری شروع کی ہی تھی کہ محلہ والوں کے ساتھ مقدمات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور چھ سات سال تک جاری رہا۔ یہ زمانہ آپ کے لئے سخت ہی مشکلات اور مصائب کا تھا۔ محلہ سارا مخالف اور پھر جاہل اور اجڈ آدمی کبھی مار پیٹ کا منصوبہ کرکے وقت بے وقت حملہ

کبھی نشان گرانے کو آجاتے کبھی جھوٹے مقدمات بنا کر آپکو عدالت میں لے جاتے۔ دیوانی مقدمات سے آپکو تنگ کیا کرتے۔ فوجداری مقدمات سے آپ کو قید کرانے کی کوشش کرتے۔ مالی مشکلات علیحدہ پریشان کر رہی تھیں۔ خاندان میں ایسا کوئی نہ تھا جو آپ کی کسی طرح مدد کر سکتا۔ سب نے جواب دیدیا تھا۔ حتی کہ والد نے بھی کہدیا تھا کہ دشمنوں سے معافی مانگ کر صلح کر لینی چاہیئے۔ مگر آپ نے نہایت ہی بہادری اور دلیری کے ساتھ تن تنہا تمام تکالیف کو برداشت کیا اور فرمایا کہ منت تو خدا ہی کی کرونگا کسی آدمی کی منت کرنی نہیں آتی۔ آپ کا اگر کسی پر سہارا تھا تو محض اللہ تعالیٰ کی ذات پر۔ حضرت اقدس کو دعاؤں کے لئے خطوط لکھتے اور آپ دعا کرتے۔ آپ کے مقابلہ میں محلہ والوں کا ایک بڑا جتھہ تھا مگر خدا کی شان کہ مقدمات چیف کورٹ تک پہونچا آپ کے حق میں فیصلہ ہوگیا۔ ادھر طاعون پڑی اور تمام کے تمام مخالف مرٹ گئے۔ ایک ایک گھر سے ایک ایک وقت میں چار چار مُردے نکلتے۔ آپ کے مکان کی دیواروں سے لگتے ہوئے مکانات خالی ہوگئے۔ گالیاں دینے والے خاموش اور بکواس کرنیوالوں کا نام و نشان نہ رہا۔ یہ لوگ حضرت صاحب کے دشمن تھے اور والد صاحب کے مخالف اپنی تجاویز میں حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ خدا تعالیٰ کی غیرت نے سب کو تباہ اور برباد کر دیا۔ چند ایک بچے رہ گئے جو آپکی امداد کے محتاج اور دست نگر تھے۔ والد صاحب خوشی میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

گڑھے میں تو نے سب دشمن اوتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ سارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے

آپ کا ایک رشتہ دار مسمی اللہ دتا حضرت اقدس کا نہایت ہی گندہ دشمن تھا۔ اور ہمیشہ بدزبانی سے آپ کا ذکر کیا کرتا تھا۔ اس سے والد صاحب مرحوم کی ہمیشہ لگی رہتی تھی ایک دن تنگ آکر آپ نے اسے کہا کہ اچھا تم استخارہ اور دعا کرو اور پھر دیکھو لیکن دل صاف کر کے دعا مانگنا۔ اس نے ایک دن استخارہ کیا یا نہ کیا دوسرے دن آکر کہنے لگا مجھے خواب آئی ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔ یہ سنتے ہی والد صاحب خاموش ہوگئے اور فرمایا کہ اب تمہارا معاملہ اللہ کے سپرد ہے دوسرے تیسرے دن اوسے طاعون ہوئی اور زبان بند ہوگئی۔ اور سخت دکھ سے ہلاک ہوگیا۔

۱۴ جولائی ۱۹۰۶ء کو والد صاحب کا انتقال ہوگیا اور ۳ اگست ۱۹۰۶ء کو آپ کی تبدیلی امرت سر کی ہوگئی آکر والد صاحب نے انجمن کو باقاعدہ کر کے ایک مہمان خانہ اور لائبریری کھولی اور کئی ایک آدمیوں سے آپ کے ذریعہ سے حضرت صاحب کی بیعت کی۔ ۲۸ مارچ ۱۹۰۸ء کو آپکی تبدیلی بھیرہ کی ہوگئی۔ بدھیانہ بھی آپ نے کیشی باغ کے سامنے ایک احمدیہ بورڈنگ روم کھولا جہاں سلسلہ کی کتب بھی مہیا کیں۔ جبوقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی اسوقت آپ لدھیانہ تھے۔ تار کسی کو آئی تھی۔ مگر آپ نے اعتبار ہی نہیں کیا اور یہ مانا ہی نہیں کہ حضرت صاحب فوت ہو گئے ہیں۔

۱۹۱۱ء میں آپ نے B.A کی سند حاصل کی اور ۱۲ جولائی ۱۹۱۳ء کو آپ ہوشیارپور تبدیل ہوگئے جہاں آپ نے علاوہ شہر میں روزانہ تبلیغ جاری رکھنے کے اردگرد دیہات میں اتواروں کو جاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہونچایا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت آپ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ خواب حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ کی بیعت کرنیکی ہدایت کی۔ اور آپ مبایعین میں داخل ہوئے ۱۵ مئی ۱۹۱۹ء کو آپ کی تبدیلی لدھیانہ کی ہوگئی۔

مجاہد مصری کا مقدس عہد خدمت الحکم کیلئے

مجاہد مصری نے الحکم کے احیا و بقاء کیلئے اپنا عہد بھیجا ہے میں اسے اپنے لئے بہترین ذریعہ خوشی اور تسلی یقین کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم اسے وفا کی کامل توفیق دے آمین (ایڈیٹر)

میرے پاس آج ہی الحکم کے تین پرچے پہنچے جن میں سے رجون کے پرچے میں حضرت والد صاحب قبلہ کا ایک مختصر پیام بعنوان پر علاقہ ارتداد میری نظر سے گزرا۔ میں اسکو پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ اور خصوصاً ان حالات میں جبکہ ایک بڈھا انسان اپنی بیماری اور صحت کی کسی حالت کو نہ دیکھتا ہوا ہر وقت خدمت قوم اور دین کے لئے تیار رہتا ہو تو ایک زندہ قوم کا فرض اولین ہونا چاہیئے کہ اس کی آواز کو جو میں کونجنے کے لئے نہ چھوڑ دے بلکہ اس کو سُنکر اسپر توجہ فرمائے۔ ناظرین الحکم نے الحکم سے جو شکوہ آج کا نہیں بلکہ برسوں سے یہ شکوہ چلا جا رہا ہے اور کیا گیا۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں روپیہ الحکم کا ایسے احباب کی نظر ہوا۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ بزرگ بھی موجود ہیں جنہوں نے عسر و یسر میں الحکم کا ساتھ دیا۔ مگر ایک حصہ ان بزرگوں کا ہے جن کو ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ قیمت کی ادائیگی میں سکوت اختیار کرتے رہے ہیں۔ یہ ایک زندہ قوم کے لئے دھبہ ہے۔ جیسے حضرت والد صاحب نے اعلان فرمایا ہے کہ الحکم تجارتی مقصد کے لئے نہیں۔ پھر ان حضرات کو جو پہلے طور پر سلسلہ کے خادم ہیں ضروری تھا کہ وہ اس خادم دین کی نصرت کے لئے کھڑے ہوتے۔ امید ہے جماعت کے بزرگ حضرات اسکی طرف توجہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور مقدس عہد

اسجگہ حضرت والد صاحب قبلہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں اپنی زندگی تک بہر حال اس کو زندہ رکھنے کی کوشش کرونگا۔ اول تو ہم اس بے نظیر وبے لوث خادم دین کی بیش از پیش حیات کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ایک عرصہ دراز تک اس وجود کو سلامت رکھے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اور پھر اس کے بعد میں تمام جماعت احمدیہ کے سامنے اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور اور اپنے والد صاحب اور سب سے بڑھکر اپنے مولیٰ کے حضور یہ مقدس عہد کرتا ہوں۔ کہ الحکم جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی یادگار ہے اور جس کی خدمت کا عہد سلسلہ کے خادم قدیم میرے والد صاحب نے قوم اور خلیفہ اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور باندھا ہے اور باندھا تھا اس الحکم کی خدمت کا عہد میں بھی باندھتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب تک میں بھی زندہ رہونگا الحکم کے احیاء کے لئے کوشش کرونگا۔ اور اپنی زندگی کا جہاں تک مقصد وحید سلسلہ احمدیہ کی اشاعت اور ترقی قرار دیا ہے۔ (اے رب مجھکو اس کی پوری پوری توفیق عطا فرما دیں) وہاں میری زندگی اور حیات کا مقصد الحکم کی خدمت اور بقا بھی ہوگا

یہ مقدس عہد ہے جو میں خدا اور اس کی پاک جماعت کے سامنے کرتا ہوں۔ اے میرے رب مجھ کو اس کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

اور مجھکو یقین ہے کہ ایڈیٹر الحکم کی اولاد میں سے کوئی نہ کوئی بھی ایسا فرد ہوگا کہ جس کے دل میں یہ جذبہ ہو کہ جو کام انکے والد بزرگوار کی زندگی کا مقصد وحید ہے اسکو پورا کرنے میں ہم میں سے کوئی کوتاہی کرے گا۔ غالباً حضرت والد صاحب نے ہماری علمی و عملی کمزوری دیکھ کر الحکم کیلئے یہ شرط لگائی۔ مگر میں والد صاحب قبلہ کو خدا کے فضل سے یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ الحکم اسوقت تک زندہ رہیگا جب تک ایڈیٹر الحکم کی نسل دنیا پر قائم رہے گی۔

میری درخواست دعا

اسکے بعد میں جماعت کے مقدس نفس بزرگوں کی خدمت میں درخواست دعا کرتا کہ وہ ہم سب خادمان دین کے لئے دعا فرماویں اور خصوصاً ہمارے والد بزرگوار کی درازئ عمر کے لئے اور اسکے بعد اس خاکسار کیلئے دعا فرماویں کہ میں اپنے آقا و مولیٰ کے حضور یہ عرض کر دیا تھا۔ اور اب قوم کے سامنے بھی اسکا اظہار کر دیا ہے۔ کہ میں نے اپنی زندگی کا مقصد وحید سلسلہ احمدیہ کی خدمت و ترقی قرار دیا ہے۔ اللہ میرے اس مقصد میں میری مدد فرمائے۔ اور میرے راستے سے ساری مشکلات دور کر کے مجھ کو حقیقی خادم جس کے اندر ریاء کا بھی نہ ہو۔ بنائے۔ اور اس کے ساتھ مجھ کو اور میرے خاندان کو رزق حلال اپنے حضور سے دے۔ اور جماعت یا کسی انجمن کے نوکر ہو کر خدمت نہ کریں بلکہ ہماری تمنا ہے کہ اس راہ میں ہمارا مال۔ ہماری جان اور بیوی اور بچے بھی خرچ ہوں۔ آمین ثم آمین:۔

خادم

سلسلہ احمدیہ محمود احمد از مصر۔

سوامی شردھانند جی کا مباحثہ سے کھلا گریز

سوامی شردھانند نے بڑے زور شور سے مباحثہ کا کھلا چیلنج دیا اور جب ہماری طرف سے بذریعہ تار آمادگی ظاہر کی گئی تو سوامی جی خاموش ہو گئے۔ اب پھر انہوں نے ایک اعلان شائع کرایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا پہلے انھوں نے کوئی اعلان نہیں کیا۔ اور اب ۹ ستمبر تک انکے پاس درخواستیں بھیجنی چاہئیں اور اس میں جو شرائط سوامی جی نے تجویز کی ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے موافق جو چاہا لکھ دیا حالانکہ شرائط تو فریقین کے تبادلہ خیالات سے طے ہوتی ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی مباحثہ سے گریز کر رہے ہیں۔ اور میدان میں آنا نہیں چاہتے اور نکتہ یہ ہے کہ وہ آپ بہ حیثیت مباحث یا مناظر کھڑے ہونیکا اعلان نہیں کرتے۔ میں اسپر مفصل آئندہ انشاء اللہ لکھونگا۔ سر دست انکا تازہ اعلان شائع کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ سوامی جی کسطرح بھاگ رہے ہیں۔

(ڈائریکٹر)

موجودہ آریہ سماج نے اپنے قائم ہونیکے دن سے ساری دنیا کو ویدک سناتن آریہ دھرم کی دعوت دے چھوڑی ہے۔ اور اس کے مطابق اب تک مباحثے ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے مسلمان اصحاب نے میری معرفت مباحثہ جاری کرنا زیادہ تر مناسب سمجھا ہے اسلئے انکی خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے سب کا فرداً فرداً جواب نہ دیتے ہوئے ہندوستان کے جملہ مسلمان بھائیوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ آریہ سماج ہر وقت مباحثہ کے لئے تیار ہے۔ ۹ ستمبر ۲۳ء تک اسلام کے ہر ایک فرقہ کی طرف سے (جو مباحثہ کرنا چاہیں) میرے پاس درخواست آجانی چاہیئے کہ وہ کن کن مضامین پر مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ مباحثہ ۳ ستمبر ۲۳ء سے شروع ہو کر ۱۸ اکتوبر ۲۳ء کو ختم ہو جائیگا۔ درمیان میں ۴۔۹۔ ۱۴۔ اکتوبر کو چھٹی رہے گی۔ تاکہ ہر پانچویں روز سامعین کو آرام کا موقعہ ملجائے۔

جن فرقہ اسلام کی درخواست ۹ ستمبر کے پیچھے آئیگی انکو علیحدہ وقت نہیں دیا جاسکے گا۔ وہ اپنے کسی قریبی فرقہ سے ملکر اپنی خواہش کو پورا کر سکتے ہیں۔ جو درخواستیں آجانے پر ۱۰ ستمبر ۱۹۲۳ء کو جملہ فرقوں کے لئے [illegible] کر کے ان کو اطلاع دی جائیگی [illegible] ضابطہ مباحثہ حسب ذیل ہونگے:۔

(۱) صدر جلسہ آریہ سماج کی طرف سے ہوگا جس کا کام انتظام کا قائم رکھنا اور اوقات کا تقسیم کرنا ہوگا

(۲) صدر جو ہدایات اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے مقررین اور اہل جلسہ کو دے وہ ماننا انکا فرض ہوگا۔ خلاف ورزی کرنے پر ایسا شخص اپنی جگہ سے ہٹا دیا جائیگا۔ (۳) ہر فریق کو دائرہ تہذیب میں رہنا ہوگا۔ خلاف ورزی کرنے پر صدر کا کام ہوگا کہ اس کو ہدایت کرے۔ (کسی کتابی تحریر کو جو اس فرقہ کی ہو پڑھ دینا خلاف تہذیب خیال کیا جائیگا۔ حاشیہ اصل کے موافق ہوگا خلاف نہیں۔)

(۴) ایک وقت میں ایک ہی صاحب تقریر کریں گے کسی دیگر شخص کو بیچ میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۵) ہر سائل کو مجیب کا آخری سوال سنکر اپنی جگہ سے ہٹنا ہوگا۔ پہلے نہیں۔ تاکہ جلسہ میں امن اور سکون قائم رہ سکے۔ (۶) تقریر کیواسطے دس دس منٹ فریقین کو دیا جائیگا۔ ایک منٹ باقی رہنے پر صدر جلسہ گھنٹی بجائیں گے۔ دوسری گھنٹی پر فوراً بیٹھ جانا ہوگا۔ (۷) ہر مقرر اپنے مقابل فریق کے مسلمہ عقائد پر ہی اعتراض کر سکیگا۔ اس سے باہر نہیں۔ خلاف ورزی کرنے پر اس کو اعتراض واپس لینا ہوگا۔ (۸) اگر کسی فرقہ کے مسلمہ عقائد بذریعہ انکی کسی تحریر کے ظاہر نہیں کئے گئے ہوں تو معترض کسی غلط اعتراض کے کرنیکا ذمہ وار نہ ہوگا۔ ہاں مجیب کو حق ہے کہ وہ پبلک کے سامنے یہ ظاہر کر دے کہ فلاں اعتراض کا وہ مکلف نہیں ہے جو انکے مسلمہ عقیدہ کے خلاف ہو۔ (۹) صدر کو یہ حق نہ ہوگا کہ مباحثہ کے متعلق کسی قسم کی رائے کا اظہار کرے۔ پبلک کو اپنی رائے کا اظہار درمیان مباحثہ میں تالی وغیرہ یا اور ذریعوں سے کرنا مناسب نہ ہوگا۔ (۱۰) ہر فریق کو اختیار ہوگا۔ کہ ضرورت پڑنے پر پہلے مقرر کو تبدیل کر کے اس کی جگہ دوسرا کھڑا کر دے۔

(شردھانند سنیاسی نمبر ۱۔ نیا بازار دہلی)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ ۲ ستمبر ۲۳ء سے آپ نے درس قرآن کریم شروع فرما دیا ہے۔ اور ہفوات المسلمین کے جواب میں بھی مصروف ہیں

(۲) فیروزپور سے خانصاحب منشی فرزند علی صاحب امیر جماعت صاحب تشریف لائے ہیں۔ آپ کی تبدیلی راولپنڈی ہو گئی ہے۔ فیروزپور کے ضلع میں خانصاحب نے جماعت کے انتظام اور تبلیغ کے سلسلہ میں خاص طور پر محنت اور شوق سے کام کیا ہے۔ اور فیروزپور کی جماعت اپنے رنگ میں بے نظیر جماعت ہے۔ یہ تبدیلی اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

(۳) قادیان میں موسمی بخار کی کچھ شکایت پائی جاتی ہے۔ نزلہ اور زکام کی بھی عام طور پر شکایت ہے۔

جاپان میں زلزلہ عظیم

تازہ ترین برقی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ جاپان میں ہولناک زلزلہ آیا ہے جس کیوجہ سے بہت سی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور لاکھوں انسان بے خانماں ہو گئے ہیں۔ تفصیلات کا انتظار کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی درماندہ مخلوق پر رحم کرے۔ آمین۔

علاقہ ارتداد کیلئے مبلغین کی فوری ضرورت

۱۵ ستمبر ۱۹۲۳ء تک علاقہ ارتداد میں بھیجنے کے لئے ہمیں مبلغین کی فوری ضرورت ہے۔ پس جو احباب اس تاریخ تک روانہ ہو سکتے ہوں وہ اس اعلان کے پڑھتے ہی واپسی ڈاک اطلاع دیویں۔ اور پھر جانیکے لئے دفتر انسداد کی اطلاع کے منتظر رہیں جسوقت انکو ہمارا خط پہنچے اسوقت فوراً روانہ ہو جائیں (جو احباب بہت جلد اسبارہ میں اطلاع دیں۔ نیز مقامی سکرٹری صاحبان ایسے اصحاب کے ناموں سے ہمیں مطلع کریں۔

(خاکسار مرزا شریف احمد۔ نائب ناظر صیغہ انسداد و ارتداد قادیان)

ٹیری ٹوریل فوج کیمتعلق اعلان

ٹیری ٹوریل فوج کیلئے ۱۲ رنگروٹوں کی ضرورت ہے احباب جلد مہیا فرما کر انکے نام بھجوا دیں تاکہ انکا ڈاکٹری معائنہ کرا کر نام درج کر لیا جاسکے۔ نئے رنگروٹوں کے لئے سکھلائی کا کام ۵ جنوری ۲۴ء سے شروع ہوگا۔ اور پرانے بھرتی شدہ اصحاب کی حاضری جالندھر میں ۲ فروری ۲۴ء کو ہوگی۔ جو وہاں ۲۹ فروری ۲۴ء تک کام سیکھتے رہیں گے۔ امسال خصوصیت سے کمانڈنگ افسر صاحب بہادر نے مجھے اطلاع دی ہے کہ غیر حاضر لوگوں پر مقدمات فوجداری چلائے جاوینگے۔ لہذا یہ امر خوب ذہن نشین ہونا چاہیئے کہ نام درج ہونیکے بعد پھر نہ حاضر ہونا اور بغیر کسی بہت ہی زبردست وجہ کے حاضری سے گریز کرنا بہت ہی قابل افسوس فعل ہے جس سے سلسلہ بدنام ہوتا ہے لہذا اس خاص شرط حاضری کے ماتحت احباب اپنے علاقہ سے خواہشمند اصحاب کو بھرتی کرائیں۔ جو لوگ بھرتی ہونا چاہیں وہ دارالامان میں یکم جنوری ۲۴ء کو ضرور پہنچ جائیں۔ اور جو لوگ جس انجمن کے بھرتی ہو چکے ہیں وہ انجمن اپنے لوگوں کو جہاں جہاں وہ ہوں۔ اطلاع بھیجدے کہ تاریخ مقررہ پر پہنچنے والوں پر مقدمات چلائے جائیں گے۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان۔

صدائے درد

تحریک تبلیغ کا تاریک رُخ

منذرجہ بالا عنوان سے ۱۷ ستمبر ۱۹۲۳ء کے مسلم آؤٹ لک میں ایک سلسلہ مضامین شروع ہوا ہے جسکو کوئی مسلمان افسوس اور دکھ کے سوا نہیں پڑھ سکے گا۔ کنور عبدالوہاب خانصاحب کی وہ رپورٹ جس کا اقتباس اپیل دیا گیا ہے میری نظر سے ابھی تک نہیں گذری۔ اور اسلئے میں اسپر کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا۔ لیکن جو حصہ انہوں نے علماء کے متعلق لکھا ہے کچھ شک نہیں بالکل صحیح ہے میرا سلسلے اس کو درج نہیں کرتا کہ علماء سے ہمیں شکایت ہے۔ اور وہ ہماری مخالفت کرتے ہیں بلکہ واقعہ نفس الامر میں یہ ہے کہ انہوں نے اپنے منصب سے الگ ہو کر وقت کی نزاکت کا احساس نہیں کیا اور اس فتنہ کو بڑھنے دیا۔

میں بغیر کسی قسم کے ریمارک اور رائے کے عنصر موصوف سے اس حصہ کو درج کر دیتا ہوں۔ تاکہ سمجھدار لوگ حقیقت سے واقف ہو جاویں۔ خدا کے برگزیدہ نے چوتھی سال پیشتر ہی اسکی حالت کو دیکھ کر کہا تھا کہ

عالماں کارروز و شب فیلاز جوش نفس

نادان غافل سراسر از ضرور تہائے دیں

اگر اب بھی مسلمان اس غلطی کا احساس کریں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے اور وہ اتحاد عمل کی برکات سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ الیس فیکم رجل رشید۔ (ایڈیٹر)

فتنۂ ارتداد کے جواب میں تحریک تبلیغ جس زور و شور سے اوٹھائی گئی اُس سے اُمید ہوتی تھی کہ مسلمان میدان مار لیں گے۔ گملا کی دیگر تحریکوں کی مانند اس میں بھی خانہ انداز یاں شروع ہو گئیں اور علماء خانہ جنگیوں میں مصروف ہو گئے جس کا نتیجہ ہوا کہ تحریک مذکور رفتہ رفتہ خراب ہونے لگی۔ کنور عبدالوہاب خانصاحب ناظم اعزازی مجلس نمائندگان تبلیغ و آنریری جنرل سکرٹری انجمن اتحاد راجپوتان ہند شروع ہی سے اس تحریک میں خاص حصہ لے رہے ہیں۔ اور تمام ان پیچیدگیوں کے حالات سے پوری واقفیت رکھتے ہیں۔ جو فتنۂ ارتداد کی روک تھام کے لئے میدان عمل میں موجود ہیں۔ آپنے علالت سے مجبور ہو کر اور اپنے کو مجبور محض پا کر آخر کار ان (قسمتاً) حالات کی پردہ دری پر کمر باندھی ہے جو اب تک بصد افسوس پردۂ اخفاء میں مستور تھے۔ اپنے ایک پمفلٹ میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"کس قدر باعث افسوس و حسرت ہے کہ وہ قوم جس کو اول دن سے آپس کے اتفاق و اتحاد کی تعلیم دی گئی ہو جس کے متعلق رہنمائے اعظم بہت سی آیات قرآنی اور بے شمار احادیث نبوی موجود ہوں۔ جن کا خدا ایک رسول ایک قبلہ ایک طریق عبادت ایک ہو۔ اس کے افراد کسی دینوی معاملہ میں نہیں بلکہ خالص مذہبی مسئلہ تبلیغ میں نہ صرف آپس میں متفق نہیں ہیں۔ بلکہ بعض اختلافات شدید رکھتے ہیں۔ میرے درد و غم کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ گروہ جس پر ہماری ہدایت کا دارومدار ہے۔ یعنی گروہ علماء اس سے تمسک رکھنے والے یا یوں کہو تو بے جا نہ ہوگا کہ اس مشترک فرقہ کو بدنام کرنے والے لیکن دعویداران ہوا پرستی میں وہ نفاق اور شقاق ہے کہ اللہ تعالےٰ سے امان مانگنی چاہئے۔ میری آنکھوں نے یہ منظر بھی دیکھا ہے کہ کسی خوش عقیدہ لیکن بد قسمت شخص نے کسی فاتحہ اور درود خوانی کی محفل میں دو مولوی صاحبان کو مدعو کیا ہے۔ تو ایک مولوی صاحب دوسرے مولوی صاحب کو دیکھ کر مکان کے دروازے سے واپس ہو گئے۔ کی عاجزی اور خوشامد کے باوجود یہ کہکر واپس ہوتے ہیں کہ ایسی مجلس میں ہم شریک نہیں ہو سکتے جس میں ہمارے مخالف اور دشمن شریک ہوں۔ بعض نام نہاد مولوی صاحبان کا فرسازی کی مشین جو زمانہ تحریک ترک موالات میں معطل پڑے رہنے کی سبب سے زنگ آلود ہو گئی تھی ترقیم ارتداد میں اپنے ہمراہ لیکر آئے ہیں۔ اور جہاں تک کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنیکے کلمہ گو اشخاص کو کافر بناتے رہتے ہیں۔ ایسے خود ساختہ مولوی صاحبان بھی ہیں جو شب و روز اس تگ و دو میں ہیں کہ مجلس نمائندگان تبلیغ کی جڑ قطع کیجائے کیونکہ یہ بھی بغیر علماء کے شریک ہیں اور ان کے نزدیک چونکہ بدقسمتی سے اہلحدیث مولویت کا اطلاق نہیں ہوتا ہے اسوجہ سے کسی شعبہ تبلیغ میں انکے شامل رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اسکے علاوہ ایک اور بھی کاوش ہے جس کا حال آگے چلکر تحریر کرونگا۔

ایسے ہی لوگ ہیں جو ان لوگوں میں جا کر کہ جنکی اصلاح منظور ہے دوسری جماعتوں اور لوگوں کی برائی کرتے ہیں۔ انکو اسلام سے خارج بتاتے ہیں۔ اسکا اثر اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مرحومون مسلمان ان اختلافات کو دیکھکر دونوں فرق سے بدگمان ہو کر آریوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو قبلہ نماز میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ انکا کام یہ ہوتا ہے کہ جس مقام پر انکو پتہ لگے کہ کسی جماعت کے مبلغین یہاں کوئی اصلاح کی صورت پیدا کی ہے مرتدین کو واپس کیا ہے یا اور کوئی نمایاں کام کیا ہے اس کام کو اپنی جماعت سے منسوب کر کے پریس میں اڑا دیا جائے۔ ایسی جماعتوں کی بھی کمی نہیں ہے جو سیر بھیر ہی ہیں اور دکھاوے میں رہتی ہیں اور بعض اوقات تو بلا پر کاہی کو اٹھا لیتا ہے جو خبریں کہ کسی حد تک واقعیت پر مبنی ہوتی ہیں ان کی تشہیر سے ایک یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ فریق مخالف آگاہ ہو کر فوراً تدارک کرتا ہے۔ اور ہمارے بھائی منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں بعض جماعتوں اور نام نہاد مولوی صاحبان کا کام تحریک مخالفت کو بدنام کرنا بھی ہے۔ غالباً انکے فرائض میں داخل ہے۔ کہ چھوٹے سے بڑے تک ہر تارک موالات لیڈر کو صلواتیں سنائی جائیں۔ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی بیچارے تو کس شمار و قطار میں ہیں سید امام اللہ خان ایدہ اللہ بنصرہ بھی محض اس جرم میں کہ وہ ہندوستان کی جماعت احرار کے بظاہر طرف دار معلوم ہوتے ہیں۔ اون کی بدگمانی سے نہیں بچتے۔ فتنۂ ارتداد ہندو مسلم اتفاق کا نتیجہ بتایا جاتا ہے۔ شہر میں اگر راسخ العقیدہ مسلمان کسی عالم کے واعظ کی محفل منعقد کرتے ہیں تو دوسری جماعت کے نام نہاد مولوی صاحبان کچھ غنڈوں اور بدمعاشوں کو بھیجتے ہیں۔ تاکہ وہ جلسہ کے مختلف مقاموں پر بیٹھیں۔ اور جلسہ شروع ہو جانے کے بعد یہ ہلکہ اودھم مچائیں۔ کہ یہ مولوی تو ہندوؤں کا طرفدار معلوم ہوتا ہے۔ ہم اس کا وعظ نہیں سنتے۔ غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ جلسہ میں انتشار پیدا ہو اور جلسہ برباد ہو جائے۔ اب میں کہاں تک اپنے دل داغدار کے داغ گنواؤں۔ ناظرین مضمون ہذا اس سے ہی حالات کا کچھ اندازہ کر سکیں گے۔

اب میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے اور بزرگان ملت و قوم نے ان خرابیوں اور اختلافات کے رفع کرنے کی کس حد تک کوشش کی ہے۔ اس سے میری غرض اپنی کارگزاری ظاہر کرنا نہیں ہے۔ بلکہ بعض ان بہی خواہان ملت کو جن کو ان اختلافات کا کچھ علم ہوا ہے اور انھوں نے اخبارات میں مضامین لکھکر اختلافات کے رفع کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ ان کو یاد دلانا ہے کہ رفع اختلاف کی کوششوں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا ہے۔ جسکا منتظر حال یہ ہے۔

رموزِ حیات

زندگی کا راز مضمر دل کی بے تابی میں ہے!
لطف جینے کا اگر کچھ ہے تو بے تابی میں ہے۔
شمع دل کے سوز سے پیدا ہے ساز زندگی
زندگی کہتے ہیں جس کو ہے گداز زندگی۔
ساز کو جب تک نہ چھیڑیں نغمہ زا ہوتا نہیں
عود ہستی خود بخود نادر نوا ہوتا نہیں
بوسہ مضراب غم میں ہے پیام زندگی
جنبش تار نفس سے ہے قیام زندگی
مضطرب جب تک نہ ہو جاں برق مضطر برق ہے
زندگی اور موت میں بس اک تڑپ کا فرق ہے
چاہتا ہے گر بقائے زندگی دل کے لئے۔
شمع کے مانند جل محفل میں محفل کے لئے
دل کو تنہائی میں تڑپا نغمۂ خاموش سے
بزم ورنہ آشنا ہوگی نہ تیرے جوش سے
تم سے خالی زندگی انسان کی ہو سکتی نہیں
غیر قسمت سوختہ ساماں ہو سکتی نہیں!

سفرنامہ مصر

مسوا

بیسے جیسے جہاز بندرگاہ کے قریب آرہا تھا۔ بندرگاہ کی اشیاء بخوبی نظر آنے لگیں سینکڑوں آدمی جہاز کا تماشا دیکھنے کے لئے موجود تھے بعض اٹالین پولیس آفیسر سبز رنگ کی وردی پہنے اور سر پر کلے کے قریب سرخ رنگ کا کالر لگائے کھڑے تھے۔ ہزاروں من غلہ اور مختلف اجناس وہاں جمع تھا بہت سے ہندو دھوتیاں باندھ سروں پر کالیاں ٹوپیاں پہنے ادھر سے ادھر پھر رہے تھے۔ سامنے ایک جگہ کئی ہزار شراب کا مٹکا رکھا ہوا تھا جس سے اس شہر کے لوگوں کی اخلاقی حالت کا بخوبی موازنہ ہو گیا۔

جہاز کے ملاح بہت خوش نظر آتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس ملک میں آگئے جسمیں انکی قوم حکومت کر رہی ہے۔ جہاز تھوڑی دیر میں دھکے پر جا لگا۔ یہاں پولیس کے سپاہی بہت سے کھڑے تھے۔ جن کے سروں پر بہت لمبی ترکی ٹوپیاں تھیں۔ اور سپاہی پاؤں سے ننگے تھے وردی بھی غربت کا اظہار کر رہی تھی۔ ہر سپاہی کے گلے میں ایک ایک ریوالور پڑا ہوا تھا۔

مسٹر آسارام سندھ کی طبیعت کچھ خراب ہو رہی تھی۔ میرے ساتھ شہر جانے کے لئے تیار ہوئے کہ ڈاکٹر صاحب سے ملکر دوائی لیں۔ اس غرض سے جب ہم شہر میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ کوئی گھوڑا اس شہر میں نہیں ہے اور نہ کوئی گاڑی۔ اور نہ سواری کے لئے گدھا۔ راستے نہایت غلیظ تھے۔ شہر کا کوئی راستہ پختہ نہ تھا۔ تمام غلہ لادنے کی گاڑیوں میں انسان جتے ہوئے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے سینکڑوں ادھر ادھر ننگے پھرتے تھے بعض غربا میدانوں میں ڈیرے ڈالے پڑے تھے۔ کوئی گلی ہموار نہ تھی۔ کوئی کوچہ درست نہ تھا۔ اسپر طرفہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کے عذابوں نے جو زلزلہ کی شکل میں انپر وارد ہوا۔ جسنے کوئی دیوار درست نہیں رہنے دی۔ کوئی چھت نہ تھی۔ جو شکستہ نہ ہو کوئی دیوار نہ تھی جو کمسور نہ ہو۔ کوئی گھر نہ تھا جسپر مسوا کے معماروں کے عمل جراحی کے اثرات ظاہر نہ تھے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں تھیں۔ مگر اس قابل نہ تھیں کہ چند منٹ کوئی وہاں سر چھپالے۔ لوگوں کے قویٰ کثرت شراب کی وجہ سے اسقدر پست معلوم ہوتے تھے کہ خدا کی پناہ۔ اگر کوئی عمارت گر گئی تو ممکن نہیں کہ اس کی مرمت کریں۔ پھر اس کے آباد حصہ میں چلے گئے۔ اس پر دوسری آفت یہ تھی کہ سب عمارتوں کو کلہ لگا ہوا تھا کسی دیوار کو ہاتھ لگاؤ تو دیوار دور تک اسکا تعاقب کرتی تھی۔ شہر کی یہ حالت دیکھکر سخت حیرانی ہوئی نہ کوئی میونسپلٹی ہے اور نہ کوئی انتظام ہے راہ چلتے آدمیوں کو ٹھوکریں لگتی ہیں۔ یہہ حالت دیکھکر ہم نے ڈاکٹر کے پاس جانے کو ملتوی کر دیا۔ اور یہی ارادہ کیا کہ پنڈت ٹھاکر دت صاحب کی امرت دھارا جس کے پیتے ہوئے والد صاحب نے میرے ٹرنک میں رکھ دیا تھا کو استعمال کرینگے۔ ہر طرف بازاروں میں مچھلیاں بھونی جا رہی تھیں۔ سمندری سیپ اور کوڑیوں کی شکل کی چیزیں بہت بک رہی تھیں۔ اشیاء کچھ سستی تھیں مگر گوشت صرف ایک ہی وقت دن میں ہوتا ہے سبزی کی مارکیٹ ایک ہی دفعہ لگتی ہے۔ مارچ کا مہینہ تھا تربوز عام بک رہے تھے۔ لوگ بہت میلے اور غلیظ تھے اچھا طبقہ بھی ہوگا مگر نظر نہیں آیا۔ جوار کے بھٹے بھی بک رہے تھے۔ ہم سخت حیران ہوئے اور وہ کی کوئی دوکان نہیں۔ شام کو بعض عورتیں جوار کی اور بعض باجرے کی روٹیاں لاکر بازاروں میں بیچتی ہیں۔ متوسط اور امراء کا طبقہ غالباً انگریزی روٹی کھاتا ہے۔ کیونکہ انگریزی روٹی کے تنور کئی ایک دیکھے۔ ہندو دوستوں نے یہاں کی تجارت پر مکمل قبضہ کیا ہوا ہے کپڑے کی ساری تجارت اور پنساری کی تجارت۔ حجامت کی دو کانیں درزی کی دو کانیں ہندو دوستوں کی تھیں۔ خود مسوا کے باشندے بہت کم دوکاندار ہیں۔

مینے دریافت کیا کہ یہاں کسی مسلمان کی بھی دوکان ہے تو معلوم ہوا کہ ایک باورچی مسلمان ہے روٹی کی دوکان کرتا ہے۔ اس کے ملنے پر معلوم ہوا کہ اپنی بدقسمتی پر رو رہا ہے۔ کہ وہ کیوں یہاں آیا۔ اس نے بتلایا کہ وہ عرصہ آٹھ نو سال سے اسطرح یہاں آیا ہے۔ بعد میں مجھ کو میرے دوست شیخ محمد سعید حجازی سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان تاجر بھی ہے۔ ہمنے بازار سے کچھ چیزیں خریدیں۔ ایک مرغی جو ایک روپے کو ملی۔ ایک لڑکا ہمارے ساتھ تھا۔ اس کو ہمنے پیسے دیکر رخصت کر دیا۔ واپسی پر دیکھا کہ وہ لڑکوں کے جھرمٹ میں بیٹھا جوا کھیل رہا ہے۔ مسلمان کی حالت پر سخت افسوس آیا۔ ان گاڑیوں میں جتے ہوئے مسلمان تھے۔ نہایت گندی غذاؤں کے کھانے والے جن کے تن پر نہ کپڑا اور نہ کھانے کے لئے غذا نہ رہنے کے لئے مکان۔ نہ ان کی زندگی کا کوئی مقصد۔ چھوٹے چھوٹے بچے شراب اور جوئے کی مرض میں مبتلا پائے گئے۔

وہ لوگ جو ساٹھ کروڑ مسلمانوں کی تعداد پر خوش ہیں کبھی وہ مسلمانوں کی اس گری ہوئی حالت کا اندازہ کریں۔ جبکہ دنیا میں انکی ہو رہی ہے۔ ہندوستان کی آزادی کا خیال انکے دل میں موجیں مار رہا ہے۔ ہم جہاز پر آگئے آسارام صاحب کھانے کی تیاری کرنے لگے۔ اور میں اپنی آنکھوں کو بند کر کے ایک لمبی اور گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اور مسلمانوں کی اس گری ہوئی حالت پر افسوس کرنے لگا۔ مینے حکومت انگریزی اور حکومت اٹلی کا موازنہ کیا اور اپنے آپ کو ایک نہایت ہی بلند مقام پر پایا۔ ہر قسم کی راحتوں کے اندر اور ہر قسم کی آزادیوں میں دیکھا۔ میری آنکھوں کے سامنے مسوا کے کھنڈرات خدا تعالےٰ کے قہری نشانات پیش کرنے لگے۔ اور اس قوم کی گری ہوئی حالت پر مجھ کو آنسو بہانے کا موقعہ ملا۔ میرے دل میں جوش آیا۔ کہ میں اسوقت خدا کی قائم کردہ جماعت کو متوجہ کروں اور وہ ان غریب انسانوں کی اخلاقی اور روحانی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ جو آج اس تہذیب و تمدن اور اصلاح کے زمانے میں بھی ذلیل صفات کی وجہ سے بالکل گدھوں کی طرح ہیں۔

کاش وہ لوگ جو کہ آزادی کے خوابان اور علم بردار ہیں وہ اول ان انسانیت کش عمارات کی تعمیر کرتے۔

رات ہوئی مسوا کے سیاہ فام لڑکے جہاز پر بھیک مانگنے کے لئے گھومنے لگے۔ ایک لڑکے کو ٹالین سپاہیوں نے ایک بوتل تیز شراب کی پلا دی بجبر نہیں بلکہ اس نے مانگی اور انہوں نے دیدی بس پھر کیا تھا وہ جھٹ پی گیا۔ چند منٹ کے بعد وہ نشے میں غرق ہو گیا اور اسقدر ناچا اور گایا کہ جس کی حد نہیں۔ سب اٹالین لڑکے اس کے ساتھ تحول کرنے لگے وہ ناچتا تھا کودتا تھا لوگ ہنستے تھے مگر میں اس مسلمان لڑکے کی حالت پر رو رہا تھا۔ کہ اس کی زندگی علوم سے بعید ہونیکی وجہ سے برباد اور بالکل تباہ ہو چکی ہے جب رات ذرا زیادہ ہو گئی تو جہاز کے چوکیداروں نے ان کو مار مار کر جہاز سے نکالدیا۔ آج جہاز کے ملاحوں نے عمدہ عمدہ کپڑے پہنے ہوئے تھے اور دوسرے جہاز کے لوگ بھی آگئے اور سب نے ملکر آج ایک تھیٹر میں گانا بجانے کا انتظام کیا اس جہاز میں چند اٹلی کی لیڈیاں بھی تھیں جو کہ عام اطوار سے بدچلن معلوم ہوتی تھیں ان کی حالت بہت ہی معیوب تھی۔ مجھ کو ان کا ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ اس سے مجھکو اسلام کے دور برکات معلوم ہوئے جن کی وجہ سے ایک حقیقی مسلم عورت دنیا میں نمایاں امتیاز رکھتی ہے۔

الغرض انہی خیالات میں پڑ کر سو گیا۔ میرے جہاز نے بجگر تین دن کھڑے رہنا ہے۔ اس لئے ان تین ایام کے حالات کے لئے ناظرین کو اگلے اخبار کے لئے انتظار کرانی ہوں۔

مسوا میں میرے تین دن

(از محمد ابراہیم)

رات کو یکدم بارش آگئی جس سے سب مسافر جاگ پڑے ہم چونکہ آسمان کے نیچے ڈیرا ڈالے ہوئے تھے اس لئے ہم کو زیادہ تکلیف ہوئی۔ میرے پاس مصر کا نوجوان ابراہیم دوڑا ہوا آیا۔ جو کہ اس جہاز میں کام کرتا تھا کہ آپ میری کیبن میں چلے جائیں مگر میں نے پسند نہ کیا کہ ساتھیوں کو تکلیف میں چھوڑ کر چلا جاؤں اسلئے وہیں رہا۔ ابراہیم میرے ٹرنک وغیرہ اٹھا کر اپنی کیبن میں لے گیا۔ جس سے میرا اسباب بھیگنے سے بچ گیا۔ اسی طرح تکلیف سے رات گذر گئی۔ یہاں سے تین بوڑھی یہودی عورتیں سوار ہوئیں جو بیت المقدس جا رہی تھیں۔ ایک عورت انکی ماں تھی اس کی عمر قریباً ستر سال سے زیادہ تھی۔ کیونکہ انکی بیٹیاں بھی پچاس سال سے اوپر کی تھیں۔ یہ عورتیں اپنی ماں کی حد درجہ کی خدمت کرتی تھیں۔ سخت ہی بے کسی کی حالت میں تھیں۔ اور ان کے پاس کوئی کوئلہ وغیرہ بھی نہ تھا جس سے اپنی روٹی وغیرہ ہی پکا سکیں بہت

مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی یہ خصوصیت ہے کہ اُسنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ کو محفوظ کرنے میں ہر ممکن سعی کی ہے۔ اب تک مکتوبات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں حضرت اقدس کے مخلص اور جاں نثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں ان کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا میری قادیان سے غیر حاضری کے سبب بند ہو گیا ہیں اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو جو باری ہے ترتیب دے رہا ہوں۔ چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں میں چاہتا ہوں کہ جلد جلد ان تحریروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد ستمبر ۱۹۲۳ء پریس میں انشاء اللہ چلی جائیگی۔ اس جلد میں حضرت چودھری رستم علیخانصاحب کے نام مکتوبات ہیں۔

چودھری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فدائیوں میں سے تھے اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے ایک منٹ کے لئے بھی کبھی کوئی ابتلا نہ آیا اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔

میں چاہتا ہوں کہ مکتوبات کی اس جلد کے ساتھ مرحوم چودھری صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھ دوں۔ اسلئے جو اصحاب قدیم احباب سے درخواست ہے کہ چودھری صاحب کے سوانحعمری کے متعلق کوئی واقعہ انہیں معلوم ہو تو مجھے لکھ بھیجیں۔ ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے کہ احباب کثرت سے ان کو خرید کریں۔

درخواستیں دفتر الحکم میں بھیجی جاویں۔

مصری جماعت نے ایک اور کتاب شائع کی ہے

مصر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے احمدی جماعت کی بنیاد قائم کر دی ہے میں اپنے رب کریم کے فضل و رحم کو دیکھتا ہوں اور اپنی کمزوریوں اور خطاکاریوں پر نظر کرتا ہوں تو شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہوں۔ مصر میں تبلیغ و اشاعت کے لئے میں نے اپنی غریب نوازی سے اور نے موقعہ دیا کہ میں اپنے بیٹے عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو جو سلسلہ کی خدمت کے لئے مقرر تھا بھیج سکا اور پھر اس نے ایسی توفیق دی کہ وہ ایک جماعت کے بنانے میں کامیاب ہو سکا۔ مصر کی جماعت میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اہل علم اور ممتاز طبقہ کے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ حال میں سید عبد المجید کامل آفندی کی شمولیت سے جماعت کو بہت بڑی تقویت ہوئی ہے۔ اور علمی اور قلمی کام شروع ہو گیا ہے۔ جماعت کی طرف سے جماعت کے خرچ پر اسلامی نماز کا ترجمہ عربی میں شائع ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انگریزوں کے لئے نماز کا ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا جس میں نماز پڑھنے کے مختلف تصویریں بھی دی تھیں اسی رسالہ کا عربی ترجمہ جماعت مصر نے نہایت خوبصورت اور عمدہ کاغذ پر اعلیٰ تقطیع پر چھاپا ہے یہ کتاب یقیناً مصر میں نہایت دلچسپی سے پڑھی جاوے گی۔ اور مسلمان بچوں کو نماز کی طرف متوجہ کر سکے گی۔ ایسی کتابوں کی عام اشاعت مصر جیسے ملک میں دینداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے بہت ہی بابرکت ہوگی۔ اسلئے میں جماعت کے ان خاص احباب کو جو خدا کی دی ہوئی دولت کے بہترین مصرف کو جانتے ہیں متوجہ کرتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت کیلئے اپنی مصری جماعت کو مدد دیں۔ اس کتاب کی قیمت ہندوستان کیلئے انہوں نے ۶ رکھی ہے۔ میری رائے میں مصر میں اشاعت کے لئے وہ شاید اس سے بھی کم پر دے سکیں اور اگر اس کتاب کا خرچ مصری جماعت کو ملجاوے تو پھر وہ اور بھی کتاب اس طریق پر شائع کر سکتی ہے میرے خیال میں ہر جگہ کی انجمن اگر کم از کم ۲۰ کتابوں کی قیمت انکو بھیجدیں تو کم از کم دو ہزار کتاب شائع ہو جائیگی جو صاحب اس کتاب کی اشاعت کے لئے کوئی رقم بھیجنا چاہیں تو وہ آسانی کے لئے یہ کر سکتے ہیں کہ ٹامس کک اینڈ سنس بمبئی کو روپیہ بھیجدیں اور انکو ہدایت کر دیں کہ وہ شیخ محمود احمد خلف شیخ یعقوب علی عرفانی کو قاہرہ میں اپنے دفتر کی معرفت پہونچا دیں۔ اور شیخ محمود احمد صاحب کو بذریعہ خط اطلاع دی جاوے۔ جن کا پتہ یہ ہے۔

شیخ محمود احمد احمدی المبشر بلیج مصری نمبر ۵۰ قاہرہ۔

البشریٰ

:- ماہوار عربی رسالہ کی اشاعت کا سوال زیر غور ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ یہ رسالہ جاری ہو جائے گا +

عینک سے نجات

اصل میرے کا سرمہ اور میرا مصدقہ مسیح موعودؑ اور خلیفہ اوّل حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ

یہ سرمہ کمزوروں کے لئے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا پھولا پڑ بال آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو نظر کمزور ہو انکے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ ۸ تولہ۔ میرا شرقوہ ترکیب استعمال صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو بشرطیکہ اسنے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو سرمہ واپس کر دے میں اس کی قیمت واپس کر دونگا۔ اس کے مجرب ہونے پر چھ شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں۔

(۱) مینے جناب سید احمد نور صاحب کابلی مہاجر قادیان کا سرمہ آزمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید پایا۔ نیز حضرۃ والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں اس سرمہ سے انکو غیر معمولی فائدہ ہوا (محمد اسمٰعیل مولوی فاضل منشی فاضل)

۲ مینے سرمہ میرا بھائی احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا۔ اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں نہایت ہی عمدہ سرمہ ہے۔ (اللہ دین احمد سابق گرہانگ کانگ تونچانہ جنگی)

۳۔ مینے ۱۹۱۷ء شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگائی تھی اور ۱۹۲۲ء میں جناب احمد نور سے سرمہ درجہ اوّل لیکر استعمال کیا اور خاکسار نے عینک کو اتار دیا ہے اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔ (خاکسار محمد علی کلیانپوری ضلع لائل پور ڈاکخانہ گگو ماہل کساب)

۴ مینے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خریدا جسکو مینے بہت مفید پایا اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر استعمال کیا۔ سب نے اسکی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے۔ (عبد الروف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان۔ ۱۰-۱-۲۳)

۵۔ احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ میرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا بفضلہ تعالیٰ اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں اور نظر کامل ہو گئی ہے میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔ (خادم حضرت خلیفہ ثانی۔ شیر انوالہ دروازہ)

۶ مینے سرمہ میرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی خود استعمال کیا اور نیز اپنے رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ اس سرمہ کو بہت مفید پایا۔ نیز آنکھوں میں جلن ہوا کرتی تھی جو خدا کے فضل سے اس سرمہ کو ایک ہفتہ استعمال کرنے سے بعد دور ہوا۔ (فضل کریم اسسٹنٹ حیدر آباد دکن)

سرمہ سلاجیت - بقدردانہ بخود صحیح کیوقت دو دفعہ استعمال کریں۔ قیمت قسم اوّل عمدہ تولہ قسم دوم ۸ رفی تولہ۔

احمد نور احمدی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

مرآۃ الجہاد

آریوں کی طرف سے مسئلہ جہاد پر بہت اعتراض کئے گئے ہیں یہ کہ اسلام مشنوں نے اسپر ایک خاص کتاب لکھی ہے اور آج آریوں نے اشاعت کی تحریک کی بنیاد اسی پر رکھی ہے کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا گیا ہے۔ اس کتاب میں اس مسئلہ کی حقیقت علمی اور تاریخی حیثیت سے اس قابلیت سے بیان کی گئی ہے کہ بے اختیار مصنف کی محنت اور ہمت کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں آریوں کے قتل و غارت لوٹ مار اور بے حد ظلم اور زیادتیوں کا تاریخی ثبوت ایک خاص فصل میں دیا ہے کتاب قابل دید ہے اور اسکی کثرت اشاعت کیضرورت ہے۔ ۳۱۲ صفحہ کی کتاب ہے اور عمدہ فیجلد کے حساب سے دفتر الحکم قادیان سے ملیگی۔ محصول ڈاک اسکے علاوہ ہے یہ کتاب مولوی سید وزارت حسین صاحب اوریئنٹل (نویسندہ) کی تالیف ہے:-